

مرتب محمد اقبال قریشی فقیر والی

سید صاحب

امداد اللہ صاحب

مہاجر مکی

مولانا اشرف علی تھانویؒ

کے

ارشادات کی روشنی میں

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کی ذات والا صفات تمام اکابر دیوبند کیلئے مرچشمہ فیض مرشد اعلیٰ اور پورے مکتب فکر کیلئے سید الطائفة کی حیثیت رکھتی ہے۔ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسمؒ وقت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ اور آخری دور میں جنیدؒ وقت نابغہ عصر شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی جیسے پکڑائے روزگار اکابر نے حضرت حاجی صاحب مرحوم سے اصلاح نفس اور مدارج قرب طے کرنے میں بہتائی حاصل کی ایسے عارف کامل اور دانائے راز بزرگ کے علوم و معارف اس دور کے علمی و دینی حلقوں کیلئے بلاشبہ اکسیر ہدایت ہیں، حکیم الامت مولانا تھانویؒ نے اپنے مراعظ اور تصانیف میں جگہ جگہ اپنے مرشد روحانی حضرت حاجی صاحب مرحوم، حضرت مولانا نانوتویؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب مرحوم کے ارشادات اور ملفوظات بیان فرمائے ہیں۔ محترم مصنفین نگار نے معارف تھانویؒ کے بحر بیکراں سے ان موتیوں کو سمیٹ کر ملحق کے فریجہ عام کرنا چاہا ہے۔ اس قسط میں حضرت مولانا تھانویؒ کی زبانی حضرت حاجی صاحب کی پر عظمت شخصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ آئندہ حضرت تھانویؒ کی روایت سے حضرت حاجی صاحب مرحوم کے ملفوظات پیش کئے جائیں گے، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت نانوتویؒ کے علوم و فروعات کو بھی اگلی فرصتوں میں پیش کیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔

”سمیع الحق“

شیخ العرب، والجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحب ہماجمہ کی اگرچہ اصطلاحی عالم نہ تھے۔ لیکن حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی، فقیہ ملت حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، استاذ العلماء حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی، رئیس الاشراف شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی جیسے اکابر اور بحر و خار علماء کے پیر و مرشد اور بادی تھے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے غالباً اسی لئے فرمایا ہے کہ علم کی حد سے پرے سے بڑھ مومن کیلئے لذت شوق بھی ہے نعمت دیدار بھی ہے۔

کسی سنیہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی سے پوچھا کہ کیا حضرت حاجی صاحب مولوی تھے، آپ نے جواباً فرمایا کہ مولوی گر (یعنی مولوی بنانے والے) تھے بلکہ مرشدنا حضرت حکیم الامت تھانوی فرماتے تھے کہ حضرت حاجی صاحب نے تو صرف کافیہ تک پڑھا تھا۔ اور ہم نے اتنا پڑھا ہے کہ ایک کافیہ اور کچھ دیں مگر حضرت کہہ علوم ایسے تھے کہ آپ کے سامنے علماء کی کوئی حقیقت نہ تھی، ہاں اصطلاحات ضرور نہیں جانتے تھے۔ اسی لئے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی فرمایا کرتے تھے کہ میں علم کی وجہ سے حضرت حاجی صاحب مرحوم کا معتقد ہوا ہوں۔ لوگوں نے اس کا راز پوچھا تو فرمایا کہ علم اور چیز ہے اور معلومات اور چیز ہیں۔ اور یہ فرق بیان فرمایا کہ ایک تہ البصار ہے اور ایک مبصر است ہے۔ ان دونوں میں فرق ہے، جیسے ایک شخص نے سیاحت تو بہت کی ہے مگر اس کی نگاہ کمزور ہے اور ایک شخص نے سیاحت تو کم کی ہے مگر نگاہ بہت تیز ہے۔ تو جس کی نگاہ کمزور ہے اور سیاحت بہت کی ہے، اس کی مبصرات تو زیادہ ہیں مگر کسی مبصر کی پوری حقیقت سے آگاہ نہیں کہ اس نے کسی چیز کو کبھی طرح دیکھا ہی نہیں بلکہ ہر چیز کو یہ کہہ ہی سرسری طور پر دیکھا ہے۔ اور جس کی نگاہ تیز ہے اور سیاحت زیادہ نہیں، اس کے مبصرات تو کم ہیں مگر جس چیز کو بھی دیکھتا ہے اس کی پوری حقیقت سے مطلع ہو جاتا ہے۔ بس یہی فرق ہے ہمارے میں اور حضرت حاجی صاحب میں کہ ہماری معلومات تو زیادہ ہیں، مگر بصیرت قلب زیادہ نہیں، اور حاجی صاحب کے گو معلومات قلیل ہیں مگر بصیرت قلب بہت زیادہ ہے۔ اسی لئے ان کے جتنے علوم ہیں سب صحیح ہیں وہ ہر علوم کی حقیقت تک پہنچ جاتے ہیں۔ اور ہم حقیقت تک نہیں پہنچتے۔

حضرت شیخ سعدی شیرازیؒ نے سچ کہا ہے۔

در کمر و ہدایہ نترال یافت خدا را آئینہ دل میں کہ کتابے بہ ازیں نیست

حضرت حاجی صاحبؒ نہایت شفقت اور محبت سے طالبین کی تربیت فرماتے تھے۔ آپ کے یہاں ظاہری محاسبہ نہ تھا، اور نہ کبھی سختی یا ڈانٹ ڈپٹ فرماتے تھے، مگر برکت ایسی تھی کہ از خود اصلاح ہو جاتی تھی۔ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے تھے کہ اپنے مریدوں اور معتقدوں سے اتنی شفقت کرنے والا شیخ میں نے نہیں دیکھا اور یہ شعر پڑھتے تھے۔

ہم نے الفت کی نگاہیں دیکھیں جانیں کیا چشم غضبناک کو ہم

اسی لئے آپ کی وفات کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ بار بار فرماتے تھے کہ ہائے رحمتہ للعالمین، ہائے رحمتہ للعالمین۔

حضرت تھانویؒ حضرت حاجی صاحبؒ کے سلسلہ میں فرمایا کرتے تھے کہ جو بلا واسطہ حقیر سے بیعت ہوا اس کا بفضلہ تعالیٰ خاتمہ بہت اچھا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض متوسلین گو مرید ہونے کے بعد بھی دنیا دار ہی رہے لیکن ان کا خاتمہ بفضلہ تعالیٰ اولیاء اللہ کا سا ہوا۔

حضرت مولانا امیر شاہ خان صاحب مرحوم جو کسی کے معتقد نہ ہوتے تھے۔ حضرت حکیم الامتؒ تھانویؒ کو اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”میرے نزدیک حضرت حاجی صاحبؒ علی وقت تھے اور حق ان کا تابع، اس لئے مجھے کبھی ان کے فعل پر اعتراض نہیں ہوا، نماز ان کی ایسی تھی کہ میں نے کسی کی نہ دیکھی، صفائی ان کے یہاں ایسی ہی تھی، تصنع کا نام نہ تھا۔“

حضرت حکیم الامتؒ تھانویؒ حضرت حاجی صاحبؒ کو امام وقت اور صدیق اعظم کہا کرتے تھے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے بھی شجرہ عالیہ چشتیہ امدادیہ میں آپ کے متعلق فرمایا ہے۔

— دلی خاص صدیق معظم —

قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کے پاس جب حضرت حکیم الامتؒ تھانویؒ تشریف لے جاتے تو حضرت گنگوہیؒ فرمایا کرتے کہ جب تم آتے ہو تو قلب زندہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب میں پہنچتا تھا تو حضرت حاجی صاحبؒ رح کا ذکر بکثرت ہوتا، کیونکہ مولانا جانتے تھے کہ اس نے حضرت حاجی صاحبؒ کی زیارت کی ہے اور یہ حضرت کے حالات سن کر مسرور

ہوگا۔ مجھے حیرت ہے کہ اتنا بڑا شخص (حضرت گنگوہیؒ) جو خود امام وقت ہوا تھے، حق پرست تھے، بزرگ یعنی قطب عالم حضرت حاجی صاحب کا ایسا معتقد ہو جائے۔ نیز فرمایا کہ امام وقت تھے مگر ان کی زبان سے کبھی اعتراض نہیں نکلا۔ اعتراض تو کیا مولانا تو بالکل آپ کے عاشق تھے۔ لے

حضرت حکیم الامت تھانویؒ نے مرض الوفا میں ۲۰ جمادی الاول ۱۳۶۲ھ کو فرمایا کہ ہمارے

حضرت حاجی صاحبؒ حجۃ اللہ فی الارض اور غل اللہ فی الارض تھے۔ مگر میں کہتا ہوں چاہے کوئی دعویٰ سمجھے کہ اسکو سمجھا سب نے نہیں، ہاں جن لوگوں کو انہوں نے سمجھنا چاہا۔ اللہ نے انکی مراد پوری فرمادی (اشرف المفوظات فی مرض الوفا و خاتمة السوانح ص ۲۷۱) حضرت حاجی صاحبؒ کو حضرت تھانویؒ سے بے حد محبت تھی۔ ۱۹ برس کی عمر میں بیت فرمایا، اور فرمایا کہ چھ ماہ میرے پاس رہ جاؤ لیکن آپ کے والد صاحب نے مفارقت گوارہ نہ کی۔ اس لئے حضرت حاجی صاحبؒ نے واپسی کی اجازت فرمادی۔ اس کے بعد ۱۳۱ھ میں آپ دوبارہ اپنے شیخ کے پاس تشریف لے گئے تو حضرت بہت مسرور ہوئے۔ آپ کو حضرت حکیم الامتؒ کا اتنا خیال تھا کہ دوران قیام مکہ حضرت حکیم الامتؒ کو اپنے عیال کے لئے جو بجڑیں پہنچتے تھے تبدیل مطوف کی ضرورت ہوتی کیونکہ ناواقفی سے ایک اجنبی کو مطوف مقرر کر لیا تھا، اس لئے حضرت حکیم الامتؒ کو شیخ المطوفین کے پاس جانا پڑا جو بہت بددماغ مشہور تھا۔ واپسی پر حضرت حاجی صاحبؒ نے سوال کیا کہ وہ کس طرح پیش آیا تو حضرت حکیم الامتؒ نے عرض کیا کہ حضرت کی دعا اور توجہ کی برکت سے بہت اخلاق سے پیش آیا۔ یہ سن کر حضرت حاجی صاحبؒ بہت مسرور ہوئے۔ لے

غایت شفقت کی بناء پر حضرت حاجی صاحبؒ نے دور کا رشتہ بھی بتلایا اور اپنا پوتا فرمایا کرتے۔ لیکن چونکہ روحانی رشتے کے مقابلہ میں نسبی رشتے کی کوئی حقیقت نہیں، اس لئے حضرت حکیم الامتؒ کو نہ اس سے دلچسپی ہوئی اور نہ تفصیل یاد رہی۔ لے

ایک دفعہ فرمایا کہ اگر اب میں تھانہ بھون جاؤں تو کہاں ٹھہروں، پھر خود ہی فرمایا کہ اشرف علیؒ کے یہاں ٹھہروں۔ دوران قیام مکہ حضرت بڑی پیرانی صاحبہ مع اپنی خالہ کے مکہ معظمہ پہنچ گئیں تو خالہ صاحبہ نے حضرت حکیم الامتؒ کی اولاد کے لئے حضرت حاجی صاحبؒ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے باہر آکر حضرت حکیم الامتؒ سے فرمایا کہ تمہاری خالہ مجھ سے دعا کیلئے کہتی ہیں سو

دعا تو میں نے کر دی ہے، لیکن بھائی میرا تو جی یہی چاہتا ہے کہ جیسا میں ہوں ویسے ہی تم رہو، پھر دیر تک اس زمانہ میں اولاد کی خرابیاں بیان فرماتے رہے۔ حضرت حکیم الامتؒ نے عرض کیا جو حالت حضرت کو پسند ہے وہی حالت میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں، یہ سن کر حضرت سرور ہوئے کہ صحیح جانشین مل گیا۔

حضرت حاجی صاحبؒ حضرت حکیم الامتؒ سے فرمایا کرتے ہیں تم پورے پورے میرے طریق پر ہو جب کوئی تحریر یا تقریر دیکھنے یا سننے کا اتفاق ہوتا تو خوش ہو کر فرمانے لگتے جیہا کم اللہ تم نے تو بس میرے سینہ کی شرح کر دی اگر دورانِ علوم و معارف کوئی کچھ سوال کرتا تو مجھے خود جواب دینے کے حضرت حکیم الامتؒ کی طرف اشارہ فرما دیتے کہ ان سے پوچھ لینا یہ اچھی طرح سمجھ گئے ہیں، حالانکہ حضرت حکیم الامتؒ فرماتے تھے کہ غایتِ ادب کی وجہ سے حضرت کے سامنے ہمیشہ خاموش رہنا تھا اور بہت کم کبھی ضرورت کے وقت بولنے کا اتفاق ہوتا تھا۔ حضرت صاحبؒ کی فرمائش پر حضرت حکیم الامتؒ نے اکسیر فی اثباتِ التقدير کا ترجمہ دورانِ قیام کر ہی کیا تھا۔ حضرت حاجی صاحبؒ ہر روز ترجمہ سنتے اور مقدار کی زیادتی پر فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے وقت میں برکت رکھی ہے۔

(باقی آئندہ)

۱۔ اشرف السوانح، ۲۰۳ و حیاتِ اشرف ص ۶۵ کہ اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۹۳ ۲۔ ایضاً ص ۲۹۴
۳۔ ایضاً ج ۲ ص ۵۹ ۴۔ ایضاً ج ۲ ص ۵۳

تحلیلاتِ رحمانی

مشہور دینی شخصیت، سید شمس الدین، خلیفہ اہل حضرت تھانویؒ، سابق صدر مظاہر العلوم شیخ الحدیث مولانا عبدالرحمان صاحب کا پوری کی سوانح حیات شائع ہو گئی ہے۔
حالاتِ زندگی، علمی اور روحانی کمالات، نمایاں صفات، معرفت و سلوک اور اصول تربیت۔
سینکڑوں صفحات پر پھیلا ہوا ایک دل آویز تذکرہ جو شیخ الحدیث مولانا زکریا، مولانا یوسف بنوری مولانا اسحاق سندیلوی جیسے اکابر کی ہدایت اور رہنمائی میں مرتب ہوا۔ قیمت آٹھ روپے۔

ناشر قادی سعید الرحمن جامعہ اسلامیہ، کشمیر روڈ۔ راولپنڈی صدر